(رجسٹری شدہ)

نظم موسومہ

تحفۃ الاخوان

جسے

عالیجناب شمس العلماء خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مد ظلہ العالی نے

محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سولہویں اجلاس منعقدہ مقام دہلی پڑھا

اور

مصنف ممدوح کی خاص اجازت سے

مالک م غوث ایجنسی لاہور نے

[illegible] آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور میں چھپوایا

قیمت ۴؍

دیباچہ

دہلی کی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سولہویں اجلاس میں وہ منظر بھی قابل دید تھا
جبکہ فخر شعرائے ہند مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی اپنی معجز بیانی و تائید
یزدانی سے تمام سامعین کے دلوں کو مسخر کر رہے تھے۔ ہمدردانِ قوم جگر گوشۂ رسول اللہ
کے مصائب کو سُنکر اور اپنی مصیبت کو یاد کرکے بے اختیار گریہ و زاری کر رہے تھے۔
بحالیکہ دورانِ نظم میں خواجہ صاحب ممدوح کو بسبب ضعف و نقاہت کے
ایک مرتبہ ساکت ہو کر بیٹھ جانا پڑا۔ سکوت کے وقت بھی سامعین کا جوش ٹھنڈا
نہ ہوا۔ اس نظم کی داد میں ہر طرف سے مینہ کی طرح روپیہ برسنے لگا جس کی تعداد
دو ہزار کے قریب ہو گئی۔ یہ کل رقم مصنف صاحب کی طرف سے مدرسۃ العلوم علیگڈھ کو دی گئی۔
اس سے زیادہ قابلِ ذکر یہ بات ہے کہ مصنفِ ممدوح کے ہاتھ کا قلمی مسودہ
جو دھیلے کے کاغذ پر لکھا ہوا تھا مبلغ دو سو دو روپیہ کو بکا۔ یہ رقم بھی مدرسۃ العلوم
علیگڈھ کے حوالے کی گئی تھی۔ اس کے بعد مصنف موصوف نے پھر کھڑے ہو کر
نظم کا بقیہ حصہ نہایت پُر درد اور با اثر لہجے میں ختم کیا۔ واللّٰہ الموفق

منشی فضل الٰہی پراپرائیٹر مرغوب ایجنسی لاہور چوک متی

یکم جنوری سنہ ۱۹۱۴ء

خواجہ حالی مدظلہ العالی

تحفۃ الاخوان

ترکیب بند

دانائی کی بات جو نادان کہے اُسے قبول کرو اور نادانی کی بات جو دانا کہے اُسے بخشدو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا بند

دوستو انکار اگر تم کو بداہت[1] کا نہیں
عالم اسباب ہے دنیا اسے جانو یقیں

[1] حالتِ ظاہر ۱۲

کاہ سے لے کوہ تک ذرّہ سے لے تا آفتاب
سب کو ہے جکڑے ہوئے اسباب کی حبل المتیں
اک مرتّب سلسلہ پاؤ گے وہاں اسباب کا
دشت میں پتّا کھڑکتا تم اگر دیکھو کہیں
یوں خدا چاہے تو لے اسباب کی تاثیر چھین
لیکن اس قیوم بے ہمتا کی یہ عادت نہیں
بھاپ اُٹھے گی سمندر سے۔ تو اُمڈے گی گھٹا
آسماں برسے گا جب اُگلے گی تب دولت زمیں
ہے یہ وُہ قانونِ محکم مالکِ مختار کا
جو کہ سطحِ خاک سے نافذ ہے تا چرخ بریں

وُہ یہی قانون ہے جس سے لگا لیتے ہیں کھوج
وقت سے پہلے ہر اِک انجام کا انجام ہیں
جان لیتے ہیں کہ آمد ہے خزاں کی باغ میں
ٹہنیوں سے خود بخود جب پتّیاں جھڑنے لگیں
دیکھ لیتے ہیں کہ جس گھر کی ہے پانی پر بِنا
کوئی دِن میں وُہ رہے گا ہو کے پیوندِ زمیں
بسکہ ہے اُن کو قوانینِ الٰہی پر وُثوُق
اِس لئے رکھتے ہیں اپنی پیشگوئی کا یقیں

دیکھتے ہیں روشنی جب دِن کی وُہ جاتی ہُوئی
اُنکو آنکھوں سے نظر آتی ہے رات آتی ہُوئی

ٹھہرا [illegible]

جبکہ قانونِ الٰہی کا یہ ٹھیرا [illegible]
وُہ رہیگا ہوکے جو ہے مُقتضا اسباب کا

دیکھنا یہ ہے کہ کیا اُس قوم کا ہونا ہے حال؟
شاہ راہِ عام سے ہی جس کی پگڈنڈی جُدا

ساری قومیں دے رہی ہیں وقت کا ساتھ آجکل
اور اِن کی چڑ ہے وُہ۔ جو وقت کا ہے مُقتضا

ہیں رواں تیراک سب دریا کی رَو کے ساتھ ساتھ
اور انہیں کد[1] ہے کہ دیں دریا کی رَو اُلٹی بہا

۱؎ اصرار ۱۲

اور اپنے جوہر ہیں جہاں دکھلا رہے
یہ دکھاتے پھرتے ہیں جوہر سلف کے جابجا

اور مفلس ہوں تو روزی کو پھریں کرتے تلاش
یہ جو مفلس ہوں تو قسمت کا پھریں کرتے گلا

اور قومیں ہیں جہاں مال تجارت بیچتی
یہ وہاں گھر بار کے کرتے ہیں کوڑے[1] برملا

اور ہیں سب سود لینے میں۔ یہ دینے میں دلیر
اور ہیں سب لوٹنے پر۔ یہ لٹانے پر فدا

جتنے اوروں میں ہیں کھاؤ اُتنے ہی واں ہیں کماؤ
یاں کماؤ ایک ہے۔ تو کھانے والا قافلا

[1] بغیر ضرورت کے بیجا طور پر فروخت کر ڈالنا ۱۲

جب کوئی اوروں میں ہو جاتا ہی دولت سے نہال
اپنی نسلوں میں وُہ جڑ دولت کی جاتا ہے جما
یاں گیا بلّی کے بھاگوں ٹوٹ اگر چھینکا کہیں
پڑ گئی پشتوں تلک واں فاقہ مستی کی بنا
اور تنگی سے گذارا کرتے ہیں آج اس لئے
تاکہ غیروں کی نہ کل کرنی پڑے کچھ التجا
یاں کسی کو مل گیا گر آج تر لقمہ تو پھر
اُسکو کچھ پروا نہیں اس کی کہ کل کھائینگے کیا

زندگی جس قوم کی دُنیا میں گذری اسطرح
وہ رہے گی قوم دُنیا میں بتاؤ کس طرح

تیسرا بند

نیندِ غفلت کی ہے سر تا سر مُسلّط قوم پر
سب کی آنکھیں ہیں کھُلی سوتی ہیں لیکن بے خبر
مصر کی مُمیاں[1] ہیں سب گویا نہیں جن میں حیات
گو کہ جیتے جاگتے آتے ہیں ظاہر میں نظر
خاندانوں کو رہا ہے میٹ دَورِ روزگار
آج بگڑا یہ گھرانا، اور کل اُجڑا وہ گھر
پر نگاہِ بد کی جو زد میں نہیں آئے ابھی
جانتے ہیں دَورِ گردوں کا نہیں ہم تک گزر

[1] مصالحہ لگا کر محفوظ رکھی ہوئی لاشوں کو ممیاں کہتے ہیں۔ جیسے کہ فرعون کی لاش حنوط کی گئی ۱۲

بھیڑیا نوبت بہ نوبت گوسفندوں کو شکار
کررہا ہے۔ اور نہیں کچھ گوسفندوں کو خبر
ہم جو سنتے بھی ہیں تو اکثر بگڑنے کے لئے
گرتے ہیں بانسوں اُبھرتے ہیں اگر بالشت بھر
قوم کو اپنے تنزل سے اُبھرنے کی اُمید
اہلِ علم و اہلِ دولت سے بہت کچھ تھی۔ مگر
اہلِ دولت کا ہے اِس عالم سے اِک عالم جُدا
عالمِ بالا سے بھی ہے جو کئی منزل اُدھر
جن دُعاؤں کی پہونچ ہے عالمِ بالا تلک
اُن دُعاؤں کا نہیں ڈیوڑھی تلک اُنکی گزر

اب رہے عالم سو اتنا سو فقط انکو کہاں
دین کا پھر کون ہے دنیا میں وہ الجھیں اگر؟
کون جا کر چین میں پھر دین کی دعوت کرے؟
کون گمراہوں کی لے جاپان میں جا کر خبر؟
حجتِ حق کون لندن میں کرے جا کر تمام؟
کون برلن میں کرے تبلیغ قرآن و خبر؟
کون ہے ان کے سوا اسلام کے فرقوں کو جو
مل کے آپس میں نہ ہونے دے کبھی شیر و شکر
ان کی غفلت کا وہ عالم انکی فرصت کا یہ حال
ہو یہ بیڑا کیوں نہ پھر منجھدار میں زیر و زبر

ہیں یہی گر قوم کی ساتھ آج بے پروائیاں
تو یہ سُن لو غافلو! کل ہیں کھڑی رُسوائیاں

چوتھا بند

پڑ رہی ہے چار سُو دوڑو! بڑھو! کی ہاں پُکار
نیند کے ماتو! نہیں اب وقتِ غفلت ہوشیار!!
ہو رہی ہے عرصۂ آفاق میں قوموں کی دوڑ
بڑھ رہے پیادوں سے پیادے ہیں سواروں سے سوار
تھوڑی تھوڑی غفلتوں پہ ہر رہی ہیں بازیاں
چال چوکا، اور ہوئی گردن پہ ہار آکر سوار

ے (خواب زدہ) یعنی گہری نیند میں غرق ۱۲

پولو اور گھوڑ دَوڑ کی سمجھو نہ ہار۔ اِس ہار کو
جو یہاں ہارا، ہُوئی ذِلّت گلے کا اُسکے ہار
قوم جو اِس دَوڑ میں ہاری، اُسے سمجھو کہ وُہ
ہوگئی زور آزمائی کا حریفوں کی شکار
سایۂ میں برگد[1] کے جیسے جل کے رہجاتی ہی گھاس
ہی یُونہیں ہونی زبردستوں میں مٹّی اُس کی خوار
حق ہے غالِب کا کہ کُچلے اور دَلے مغلُوب کو
ہے یہی مغلُوب ہونے کا مآل انجام کار
کرتے آئے ہیں سب اپنی باری میں یہی
اور یہی جاری رہے گا دَور تا روزِ شُمار

[1] بڑ کا درخت ۱۲

قوم کا درجے سے گرجانا ہے اپنے وہ گناہ
مرتکب جس کا نہیں بچتا سزا سے زینہار
یاد رکھو دوستو!! سُنّت ہے یہ اللہ کی
جو نہ بدلی ہے، نہ بدلے گی، اِلیٰ یومِ القرار

جو بڑھیگا، حوصلہ اُسکا بڑھایا جائیگا
جو گرے گا، اپنے درجے سی گرایا جائیگا

پانچواں بند

ایسے کچھ بیٹھے ہیں فارغ یارب، کھولے کمر
جو مُہم درپیش تھی وہ کر چُکے گویا کہ سر

قوم میں تعلیم پھیلانی تھی سو پھیلا چکے!
ہو گیا وہ بیج (جو بویا تھا) نخلِ بارور!
پر جو سچ پوچھو تو ہم ابتک اسی منزل میں ہیں
باندھ کر اُٹھے تھے جس منزل سے احرامِ سفر
روشنی تعلیم کی کچھ کچھ جو یاں پاتے ہو تم
سب یہ جگنو کے سے چمکارے ہیں اَی اہلِ نظر!
ہے جہالت کا اندھیرا ہم پہ جو چھایا ہوا
اُس اندھیرے ہی میں آتے ہیں یہ سب جلوے نظر
سارے ہو جاتے ہیں چمکارے ابھی کافور یہ
اِس اندھیرے سے ذرا نکلو اُجالے میں اگر!

ہم نے یہ مانا کہ تھے ہم جو زمیں پکڑے ہوئے

اُس سے آگے کچھ قدم ہم نے بڑھایا ہے۔ مگر

دیکھنا یہ ہے کہ اوروں سے ہے کیا نسبت ہمیں

اور بڑھتے ہیں گزوں بڑھتے ہیں ہم گر انچ بھر

جبکہ ٹھہری ہم میں اور اوروں میں یہ نسبت۔ تو ہم

اُتنے ہی یاں گھٹ رہے ہیں بڑھ رہے ہیں جسقدر

پست ہیں ہمسر سے جو اپنے۔ یہ سمجھا دو اُسے

خاک ہے وہ گو کہ ہے پہنچا ہوا افلاک پر

اپنی پستی کی نشاں پاتے ہیں ہر منزل میں ہم

کیا تجارت کیا صناعت اور کیا علم و ہنر

کھل رہے ہیں جو کلوں کی کارخانے مُلک میں
جنکے مالک ہیں وطن کے اہلِ ہمّت سربسر
جو کہ ہیں مُلکی ترقّی کے لئے اِک فالِ نیک
جن میں اُمیدیں ہیں مثلِ روزِ روشن جلوہ گر
قوم کا حصّہ نہ واں پاؤ گے تم اِسکے سوا
شام کو قُلیوں کی اِک فوج آئے گی تم کو نظر

کونسا پستی کا درجہ اب رہا ہے اسکے بعد؟
یہ وہ پستی ہے کہ بس تحت الثریٰ ہی اِسکے بعد

چھٹا بند

ہم نے مانا ہے موافق جن سے دَورِ ماہ و سال
بھاگوان ایسے بھی ہیں اس قوم میں پر خال خال
چند جانیں بچ رہی تھیں جو کہ قومِ نوحؑ میں
ساٹھ ملین[1] میں ہے وہ ان بھاگوانوں کی مثال
اُنکی کیا عزّت ہے یارو؟ قوم ہے جنکی ذلیل
اُنکو کیا راحت ہے جنکی قوم ہے سب خستہ حال
ہے وہ ایسا غول میں قُلیوں کے جیسے ایک مسٹ
ہے ہزاروں مُفلسوں میں ایک اگر آسودہ حال

[1] ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے۔ گویا ساٹھ ملین کے چھ کروڑ ہوئے ۱۲

شال گدڑی سے ہے واں سو مرتبہ بدتر جہاں
ہوں ہزاروں گدڑیاں اور ایک کے کندھے پہ شال

یاد رکھو ہے فراخ اسلام کا دامن بہت
دی ہے بنیاد اخوت اسنے کل امت میں ڈال

ہیں اسی امت میں جو ڈھوتے ہیں دن بھر ٹوکری
ہیں اسی امت میں جو ہیں دھونکتے دن رات کھال

ہیں انہیں میں جنکے سپنے میں نہیں آیا سماں
جب سے آنکھ انکی کھلی دیکھا ہے گھر میں اپنے کال

ہیں انہیں میں جو کہ بہر نفقۂ فرزند و زن
سامنے ایک ایک کے پھیلاتے ہیں دست سوال

اِن عزیزوں کی اُخوّت سے جنہیں آتا ہو ننگ
نام لیں فہرست سے اسلام کی اپنا نکال
ورنہ ذِلّت سے نکالیں اِنکو اور یہ جان لیں
اِنکی ذِلّت میں اُنہیں عزّت سے رہنا ہے محال
گھر میں اپنے بیٹھکر جو چاہے سو بن لے کوئی
غیر قوموں میں نہیں حاصل اُسے جز انفعال
کہتے ہیں غیر اُسکو ہمجنسوں میں اُجلا دیکھکر
یہ وہی کوّا ہے لیکن ہنس کی چلتا ہے چال

وُہ یہی خطرہ ہی جسکے ڈر سے مال اور جان سب
کر رہی ہیں اپنی اپنی قوم پر قُربان سب

ساتواں بند

وہ گئے دن جبکہ تھے مختارِ مطلق حکمراں
قسمتوں کی قبضۂ قدرت میں تھی اُنکے عناں
ہاتھ میں غسّال کے مُردہ ہو بے بس جس طرح
تھے جہاں بانوں کی ہاتھوں میں یونہیں اہلِ جہاں
تھا رعیت کا کوئی ہمدرد۔ تو تھا بادشاہ
اور جو مُصلح تھا کوئی اُس کا۔ تو تھا خود حکمراں
تھی نہ اہلِ مُلک کو قومی مقاصد سے غرض
کوئی قومیت کا باقی تھا نہ قوموں میں نشاں

خواہشیں سب کی جدا، اغراض تھیں سب کی الگ
اپنے اپنے راگ تھے، اور اپنی اپنی ڈفلیاں
قوم اپنی حد سے آگے کوئی بڑھ سکتی نہ تھی
پیشقدمی سے رُکے کب کے کھڑے تھے کارواں
بند تھے ناکے ترقّی کے۔ کہ آخر غیب سے
آیا اِک سیلاب آزادی کا ریلا ناگہاں
جس نے سب روکیں ہٹا کر دیا میدان صاف
غار یا ٹیلا رہا باقی نہ کوئی درمیاں
ایک قانونِ مسلّمؔ کی اِطاعت کے سوا
ہو گئے ہر قید سے آزاد سب خورد و کلاں

لہ دھکیلتے ہوئے لیجانا ۱۲

کردیئے انصاف نے ہموار سب پست و بلند
آگئے سب ایک لیول[1] پر قوی اور ناتواں

اب نہ قوموں کی ترقی میں ہے کوئی سدِّ راہ
اور نہ قوموں کی مدارج میں تفاوت درمیاں

سلطنت نے سب کو دے رکھے ہیں حق ڈنڈی تول
وزن میں پلڑا نہیں کوئی سبک کوئی گراں

جنکو دعویٰ ہے کہ ہم بیٹے بڑے باپوں کے ہیں
اُنکو کرنے ہونگے اب جوہر اصالت کے عیاں

[2] قانون مسلم یعنی وہ قانون جس کے متعلق رعایا اس بات کا اصولاً حق رکھتی ہے کہ جب تک اس کے کُل یا اکثر اہل الرائے اس قانون کو تسلیم نہ کریں اُس وقت تک وہ ملک میں نافذ نہ ہوسکے ۱۲

[1] لیول (انگریزی لفظ) بمعنی سطح ۱۲

ورنہ لینے ہونگے واپس اپنے سب دعوے اُنہیں

اور بھلانی ہوگی سب دل سے بڑوں کی داستاں

وُہ گئے دِن جبکہ کردیتے تھے چھوٹوں کو بڑا

اِنقلاباتِ جہاں، یا اتّفاقاتِ زماں

اب بڑائی کا ہے اِستحقاق پر سارا مدار

ہوگا جو کرّار[1] اُسی کو مرحمت ہوگا نشاں

قِسمتوں کی آزمایش کا زمانہ ہو چُکا

ہے بس اب یاں ہمتوں اور غیرتوں کا اِمتحاں

[1] یہ تلمیح ہے جنگ خیبر کے قصے کی طرف جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں فوج کا نشان اُس شخص کو دونگا جو کرّار غیر فرار (یعنی حملہ کرنے والا اور نہ بھاگنے والا) ہے چنانچہ وہ نشان جناب علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ کو عنایت ہُوا اور اُنکے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگیا ۱۲

ہے تمھاری اب تمھاری ہاتھ موت اور زندگی
ہو تمھیں اپنے مسیحا۔ اور تمھیں ہو جاں ستاں

یا کرو کوشش کہ مردہ قوم میں پڑ جائے جاں
اور دکھا دو خلق کو اس راکھ سے اٹھتا دھواں

یا رہو دنیا میں بھنگوں اور پشوں کی طرح
جن کا ہی دنیا میں ہونا اور نہ ہونا ایکساں

قوم گنتی میں ہو گر موروملخ سے بھی سوا
مر گئے جب قوم کی دل۔ قوم میں پھر کیا رہا

حالی

مرغوب ایجنسی لاہور

یہ ایجنسی علمی کتب کو نہایت صحت و صفائی اعلیٰ
لکھائی اور چھپائی کے ساتھ شائع کرنے کے لئے قائم
ہوئی ہے۔ مذاقِ سلیم رکھنے والے جدت پسند اصحاب
سے توقع ہے کہ وہ اپنے اپنے مذاق کی کتابیں خرید کر
ایجنسی ہٰذا کی حوصلہ افزائی فرمائینگے اور بفضلہ تعالیٰ دیکھینگے
کہ یہ ایجنسی کیسے کیسے باکمال شعراء اور مصنفین کا کلام کس کس
عمدگی اور کن کن سجاوٹوں سے شائع کرکے اپنے قدردانوں
سے داد لینے کی مستحق ہوتی ہے۔
آجتک جتنی کتابیں اس ایجنسی نے شائع کی ہیں وہ
عام طور پر خاص قدردانی کی نگاہ سے دیکھی گئی ہیں۔

مینجر